سوال: امریکہ کے ایک ہسپتال میں ایک خاص قسم کے بخار کے مرض میں ایک شخص کا انتقال ہوا تو ہسپتال والوں نے وارثین کو میت اس حالت میں سونپی کہ وہ پلاسٹک کی پنی سے بالکل پیک تھی اور یہ تاکید کی کہ اس طرح کے مریض کو بعینہٖ تابوت میں رکھ کر دفنایا جائے اور پنی کو ہرگز نہ کھولا جائے کہ اس سے متعدی جراثیم پھیلنے کا اندیشہ ہے اور یہ قانوناً جرم بھی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس میت کو غسل کیسے دیا جائے؟ اور اگر بالفرض کوئی پنی ہٹا کر غسل نہ دیا جاسکے تو نمازِ جنازہ کا کیا حکم ہے؟ . سائل: انعام الحق

حیدرآباد

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں انتقال کے بعد میت کو غسل دینا لازم اور ضروری ہے اور عام حالات میں غسل کے بغیر نمازِ جنازہ پڑھنا درست نہیں ہے، اس لئے مسئولہ صورت میں حتی الامکان میت سے پنی ہٹا کر باقاعدہ غسل دینے کی کوشش کی جائے اور اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو ہسپتال والوں کو آمادہ کیا جائے کہ وہ غسل دینے کے بعد ہی میت پر پنی چڑھائیں یا کم از کم پنی چڑھانے سے پہلے تیمم کرانے کی اجازت دیں، اگر انہوں نے اس وقت تیمم کی اجازت دیدی تو بحالتِ مجبوری یہ تیمم، غسل کے قائم مقام ہوجائے گا، اس کی نظیر فقہ میں موجود ہے۔ اور اگر بالفرض کوشش کے باوجود غسل یا تیمم کسی کی بھی صورت نہ بن سکے یعنی نہ تو پنی چڑھانے سے پہلے تیمم کی اجازت ملے اور نہ بعد میں پنی ہٹا کر غسل دینے کی کوئی صورت نکلے اور ایسا کرنا حکومت کے قانون کے بھی خلاف ہو تو اس بارے میں ہمیں فقہی کتابوں میں کوئی صریح جزئیہ دستیاب نہیں ہوسکا! البتہ کویت کی وزارتِ اوقاف و مذہبی امور کے شعبۂ افتاء سے شائع شدہ "فتاوی شرعیہ" میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں افتاء کمیٹی کا یہ فتوی درج ہے کہ اگر میت کو تیمم یا غسل کرانا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی اس پر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کردینا چاہئے اور اس بارے میں حکومت سے ٹکراؤ کی صورت نہیں اپنانی چاہئے۔ المستفاد: ولکنہ ییممنہ غیر أن المیممۃ

ا کانت ذات رحم محرم منہ تیممہ بغیر خرقۃ، وإن لم تکن ذات رحم محرم منہ

ممہ بخرقۃ تلفہا علی کفہا. (کتاب المسائل ۲/ ۴۹ بحوالہ: بدائع الصنائع ۲/ ۳۳ زکریا)

ذا تعذر الغسل لفقد ماء أو خوف تفسخہ لحرق أو بسبب خوف انتقال

ضہ المعدي إلی من یقوم بغسلہ و لا یمکن التوقي منہ، فإنہ یُیمّم إذا أمکن

ك، فإن لم یمکن غسلہ ولا تیممہ و بخاصۃ عند الخوف من انتقال العدوی

ہ یصلی علیہ، و یدفن من غیر غسل و لا تیمم. واللّٰہ اعلم. (مجموعۃ الفتاوی

عیۃ، فتاوی عام ۲۰۱۰م، ۱۴۳۱ – ۱۴۳۲ھ. الجزء السادس و العشرون. رقم الصفحۃ

رقم الفتوی: ۸۲۹۲) ..... إلا أنہ إذا کان ذلك سیؤدی إلی تصادم مع السلطات

سمیۃ و إلی فتنۃ فلا یجوز التصادم مع السلطات و لکن الاستنکار بالقول

ے المستطاع ثم بالقلب علی ذلك الفعل. (مجموعۃ الفتاوی الشرعیۃ ۱۹/ ۹۳، فتوی

۵۹۱) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح

احقر محمد سلمان منصورپوری

۲۲/ ۱/ ۱۴۴۲ھ

۲۲/ ۱/ ۱۴۴۲ھ

دار الافتاء

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۲۹۶

الجواب صحیح

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

Scanned by CamScanner

ترك غسل وتيمم الميت لمرض معدٍ

[٨٢٩٢] عرض على الهيئة الاستفتاء المقدم من السيد / فهد ، ونصه: ٥/٧هـ/٢٠١٠
نفيدكم بأنه يصلنا أحياناً من المستشفيات جثامين، عليها ملصق من وزارة الصحة يفيد بأن وفاة أصحابها كانت بسبب الإصابة بأمراض معدية، وبناء عليه وحرصاً على سلامة المتعاملين مع هذه الجثامين في المقابر، يرجى التكرم بتزويدنا بفتوى شرعية تحدد طريقة التعامل مع هذه الجثامين، وهل يجوز استعمال طريقة التيمم معها دون فتح الكفن أو الكيس أو التابوت المحفوظة فيه بدلاً من التغسيل عند تجهيزها؟ شاكرين لكم اهتمامكم، وآملين إصدار الفتوى اللازمة بهذا الشأن بالسرعة الممكنة للأهمية، وحرصاً على الصالح العام، وتفضلوا بقبول فائق الاحترام.

* أجابت الهيئة بما يلي:

تغسيل الميت فرض كفاية (عند جمهور الفقهاء) إذا قام به البعض سقط عن الباقين، وهو سنة مؤكدة (عند بعض الفقهاء) فإذا تعذّر الغسل لفقد ماء، أو خوف تفسخه لحرق أو بسبب خوف انتقال مرضه المعدي إلى من يقوم بغسله، ولا يمكن التوقي منه، فإنه يُيمم إذا أمكن ذلك، فإن لم يمكن غسله ولا تيميمه، وبخاصة عند الخوف من انتقال العدوى فإنه يصلى عليه، ويدفن من غير غسل ولا تيمم. والله أعلم.

* * *